امام عبداللہ بن مبارکؒ

مولانا عبدالرشید عراقی

امام عبداللہ بن مبارک جن کی کنیت ابو عبدالرحمان تھی۔ ۱۱۸ھ میں خراسان کے شہر مرد میں پیدا ہوئے۔ ان کے والد مبارک بنو حنظلہ کے ایک شخص کے غلام تھے اور بڑے متقی، پرہیز گار، نیک سیرت، عقلمند اور اوصاف حمیدہ کے مالک تھے۔ جس شخص کے غلام تھے اس نے ان کو اپنے باغ میں چوکیدار رکھا ہوا تھا۔ ایک دن باغ کا مالک آیا اور اس نے ایک شیریں انار طلب کیا۔ مبارک نے درخت سے توڑ کر ایک انار مالک کو پیش کیا۔ جب مالک نے انار کھایا تو وہ ترش تھا۔ اس پر مالک باغ کو غصہ آیا اور اس نے مبارک سے کہا کہ تمہیں اتنا عرصہ باغ میں رہتے ہوئے گزرا ہے اور تمہیں ترش اور شیریں میں تمیز نہیں اس پر مبارک نے جواب دیا۔

"میں باغ کی چوکیداری کرتا ہوں انار نہیں کھاتا" اس لئے مجھے نہیں معلوم کہ کون سا انار ترش ہے یا شیریں"۔

باغ کے مالک کو اس درجہ دیانتداری پر سخت حیرت ہوئی اور اس کو مبارک سے گرویدگی پیدا ہو گئی۔

علامہ عبدالحی بن خمار خیلی نے ایک اور واقعہ بھی لکھا ہے کہ:

مالک باغ نے مبارک سے دریافت کیا کہ میں اپنی لڑکی کی شادی کرنا چاہتا ہوں تو اس سلسلہ میں آپ بتایئے کہ لڑکی کی شادی کس سے کروں؟ اس پر مبارک نے جواب دیا کہ:

عہد جاہلیت میں لوگ حسب نسب تلاش کرتے تھے۔ یہودی مالدار داماد تلاش کرتے تھے۔ لیکن مسلمانوں کے نزدیک دیانتدار ہونا شرط شادی سمجھا جاتا ہے۔

اگر ہر شہر کے بڑے بڑے علماء کا ذکر کیا جائے تو وہ سب ستارے ہوں گے اور عبداللہ بن مبارکؒ ہلال کی طرح چمکتے ہوں گے۔

مبارک کے آقا کو یہ جواب بہت پسند آیا اور اس نے جا کر اپنی بیوی کو بتایا اور کہا میرے خیال میں ہمیں اپنی لڑکی کے لئے مبارک سے زیادہ موزوں شخص نہیں مل سکتا۔ چنانچہ مالک کی بیوی نے بھی رضامندی ظاہر کی اور مبارک کی شادی باغ کے مالک نے اپنی لڑکی سے کر دی اور اسی لڑکی کے بطن سے امام عبداللہ پیدا ہوئے۔ (۲)

اساتذہ

امام عبداللہ بن مبارک نے جلیل القدر آئمہ حدیث سے استفادہ کیا اور اس سلسلہ میں شام، مصر، حجاز، یمن اور عراق وغیرہ کے سفر کئے۔

آپ کے اساتذہ کی فہرست طویل ہے۔ تاہم مشہور اساتذہ میں سے چند نام یہ ہیں۔

سلیمان التیمی، سلیمان الاعمش، حمید الطویل، یحیی بن سعید انصاری، ابن جریج، مالک بن انس، سفیان ثوری، اوزاعی، شعبہ ابو عوانہ وغیرہم (۳)

حضرت امام عبداللہ بن مبارکؒ کو طلب علم کا بہت شوق تھا اور اس سلسلہ میں دور دراز ملکوں کا سفر کیا۔ ان کے طلب علم کے متعلق ائمہ حدیث اور ارباب سیر نے اعتراف کیا ہے کہ:

طلب علم کے سلسلہ میں کوئی اور عالم ابن مبارک کا مقابلہ نہیں کر سکتا۔

امام احمد بن حنبلؒ فرماتے ہیں کہ:

عبداللہ بن مبارک کے زمانہ میں ان سے زیادہ طلب علم کرنے والا کوئی نہیں تھا۔ (۴)

حافظ ذہبی فرماتے ہیں کہ:

ابن مبارک کو طلب علم کا اتنا شوق تھا کہ اس مقصد کے لئے دور دراز ملکوں کا سفر کرنے سے باز نہیں آتے تھے۔ (۵)

اعتراف عظمت

امام عبداللہ مبارک کے علم و فضل، تبحر علمی، عدالت و ثقاہت، حفظ و ضبط، امانت و دیانت، علوم حدیث میں ان کی ژرف نگاہی، فقہ و اجتہاد میں ان کا مرتبہ و مقام، زہد و ورع، تقوی و طہارت، عبادت و ریاضت، صبر و تحمل، حسن معاملہ، سخاوت، جذبہ جہاد، قوت حافظہ، فصاحت و بلاغت، تواضع و مدارت اور ان کی کمال بزرگی کا محدثین کرام اور ارباب سیر نے اعتراف کیا ہے۔

حافظ ذہبی فرماتے ہیں:

عبداللہ بن مبارک امام، حافظ، علامہ، الشیخ الاسلام، فخرالمجاہدین اورقدوۃ الزاہدین تھے۔(۶)

ابن حیان فرماتے ہیں:

ابن مبارک میں اہل علم کے اتنے خصائل جمع ہو گئے تھے کہ ان کے زمانہ میں تمام روئے زمین پر کسی میں مجتمع نہیں ہوئے تھے۔ (۷)

امام نووی نے علامہ ابن سعد کا یہ قول تہذیب اور الاسماء میں نقل کیا ہے کہ:

عبداللہ بن مبارک، فقیہ، مقتداء، حجت اور کثیر الحدیث تھے۔ (۸)

حافظ ذہبی نے تذکرہ الحفاظ میں امام عبدالرحمان بن حیدی کا یہ قول نقل کیا ہے کہ:

آئمہ چاری ہیں۔ امام مالک، سفیان ثوری، حماد بن زید، اور عبداللہ بن مبارک۔ (۹)

امام یحیی بن معین انہیں "من سادات المسلمین" کے لقب سے یاد کرتے تھے اور امام فضیل فرمایا کرتے تھے کہ:

رب کعبہ کی قسم میری آنکھوں نے ابن مبارک جیسا شخص نہیں دیکھا۔ (۱۰)

امام احمد بن حنبلؒ فرماتے ہیں کہ:

عبداللہ بن مبارک صاحب حدیث اور حافظ حدیث تھے۔ (۱۱)

فقہ میں بھی امام ابن مبارک کو کمال حاصل تھا۔

حافظ ابن حجر، علامہ ذہبی، امام نووی، ابن عماد حنبلی نے ان کو فقیہ لکھا ہے۔ (۱۲)

امام عبداللہ بن مبارک مرجوعہ خلائق تھے۔

علامہ ابن خلکان اپنی تاریخ میں لکھتے ہیں کہ:

خلیفہ ہارون الرشید عباسی ایک مرتبہ رقہ میں فروکش تھا کہ اسی اثناء میں امام عبداللہ بن مبارک کے یہاں تشریف لانے کی خبر پہنچی۔ اس خبر کے مشہور ہوتے ہی رقہ کے لوگ بے تحاشہ شہر سے باہر نکلنے شروع ہو گئے اور اس قدر کشمکش ہوئی کہ لوگوں کی جوتیاں ٹوٹ گئیں۔ ہارون الرشید کی ایک حرم محل کی چھت پر کھڑی یہ تماشا دیکھ رہی تھی اس نے دریافت کیا کہ کیا معاملہ ہے کہ لوگ کیوں بے تحاشا شہر سے باہر جا رہے ہیں؟ اس کو بتایا گیا کہ امام حدیث حضرت عبداللہ بن مبارک رقہ آ رہے ہیں اور یہ لوگ ان کے استقبال کے لئے جا رہے ہیں۔ ہارون الرشید کی حرم نے کہا کہ بخدا بادشاہ تو یہ ہیں بھلا ہارون الرشید کیا بادشاہ ہے جو پولیس کے بغیر لوگوں کو جمع نہیں کر سکتا۔ (۱۳)

عبداللہ بن مبارکؒ علماء اور طلباء کے علاوہ حاجت مندوں کی بڑی فراخ دلی سے اعانت کرتے تھے۔

حضرت امام عبداللہ بن مبارک کے مرجع خلائق ہونے کا ایک اور واقعہ علامہ عبدالحئی بن عماد حنبلی نے شذرات الذہب میں نقل کیا ہے کہ جب امام صاحب نے مرو شہر کو چھوڑا تو اہل مرو کو آپ کی جدائی کا بہت غم ہوا تو مرو کے ایک شاعر نے لوگوں کی ترجمانی دو اشعار میں کی۔

ترجمہ:۔ عبداللہ رات کے وقت مرو سے روانہ ہوئے تو گویا مرو کا تمام نور اور جمال وہاں سے چلا گیا۔ ہر شہر کے بڑے بڑے علماء کا اگر ذکر کیا جائے تو وہ سب ستارے ہوں گے اے ابن مبارک آپ ان میں ہلال کی طرح چمکتے ہوں گے۔ (۱۴)

امام عبداللہ بن مبارک کا بڑے بڑے آئمہ حدیث حد درجہ احترام کرتے تھے۔

حافظ ذہبی لکھتے ہیں کہ:

ایک دفعہ امام عبداللہ بن مبارک مکہ معظمہ سے روانہ ہوئے تو امام سفیان بن عیینہ اور امام فضیل بن عیاض ان کی مشایعت کے لئے دور تک ساتھ گئے ان میں سے امام سفیان بن عیینہ نے فرمایا کہ:

ابن مبارک فقیہ اہل مشرق ہیں۔

اور فضیل بن عیاض نے فرمایا:

فقیہ اہل مغرب بھی۔ (۱۵)

حافظ ابن حجر نے تہذیب التہذیب میں امام یحیی بن یحیی اندلسی کا یہ قول نقل کیا ہے کہ:

امام مالک نے کبھی بھی اپنی مجلس میں اپنی نشست نہیں بدلا سوائے امام عبداللہ بن مبارک کے کہ وہ ایک دفعہ تشریف لائے تو امام مالک نے حضرت ابن مبارک کو اپنے پاس بٹھایا۔ (۱۶)

عبادت، ریاضت اور فصاحت و بلاغت میں بھی ابن مبارک بے مثال تھے۔

امام عبداللہ بن مبارک میں ایک خوبی بہت نمایاں تھی کہ نادار لوگوں کی بہت اعانت کرتے تھے۔ خطیب بغدادی نے اپنی تاریخ میں کئی ایک واقعات درج کئے ہیں کہ امام عبداللہ بن مبارک علماء و طلباء کے علاوہ عام حاجت مند لوگوں کی بڑی فراخ دلی سے اعانت کرتے تھے۔ یہاں صرف ایک واقعہ کا ذکر کرتا ہوں کہ:

ایک شخص امام عبداللہ بن مبارک کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہا میں سات سو درہم کا مقروض ہوں۔ آپ نے اس کو ایک خط دے کر اپنے وکیل کے پاس بھیجا کہ اس کو سات ہزار درہم دے دیئے جائیں۔ چنانچہ وہ شخص خط لے کر وکیل کے پاس گیا۔ وکیل نے خط پڑھ کر اس سے دریافت کیا کہ آپ نے کتنی رقم امام صاحب سے مانگی ہے۔ اس شخص نے جواب دیا کہ سات سو درہم۔ وکیل نے دوبارہ اس شخص کو امام صاحب کے پاس لکھ کر بھیجا کہ اس شخص نے سات سو درہم کا مطالبہ کیا ہے اور آپ نے لکھا ہے کہ اس کو سات ہزار درہم دے دیئے جائیں۔ امام صاحب نے دوبارہ اس شخص کو وکیل کے پاس بھیجا کہ جواب قلم سے نکل گیا ہے اس پر عمل کرو۔ یعنی اس کو سات ہزار درہم ادا کر

دو۔ امام عبداللہ بن مبارک جذبہ جہاد سے بھی سرشار تھے۔ خطیب بغدادی نے اپنی تاریخ میں روم کی ایک مہم کا ذکر کیا ہے۔ جس میں امام ابن مبارک شریک ہوئے اور بہادری کے جوہر دکھائے۔ (۱۸)

امام عبداللہ بن مبارک جامع کمالات تھے۔ ان کی علمی و عملی کمالات کی جامعیت نے ان کو محبوب اور ہر دلعزیز شخصیت بنا دیا تھا اور کوئی شخص ان کی شان میں کلمہ استخفاف نہیں سن سکتا تھا۔ وہ امام مقتدی تھے، بلند مرتبہ تھے ان کے تلامذہ میں بڑے بڑے آئمہ حدیث شامل تھے۔ مثلاً امام عبدالرحمان بن مہدی، امام یحییٰ بن معین، امام احمد بن حنبل اور امام ابو بکر بن ابی شیبہ وغیرہ

وفات

امام عبداللہ بن مبارک نے ۶۳ سال کی عمر میں ۱۳ رمضان المبارک ۱۸۱ھ کو خلیفہ ہارون الرشید عباسی کے عہد میں ہیت(۲۰) میں وفات پائی۔ (۲۱)

خطیب بغدادی نے بہت سے محدثین کرام اور آئمہ عظام کے اقوال نقل کئے ہیں۔ جو انہوں نے امام عبداللہ بن مبارک کی وفات پر فرمائے۔

خلیفہ ہارون الرشید عباسی نے کہا:

افسوس! علماء کے سردار کا انتقال ہو گیا۔

حضرت سفیان بن عیینیہ نے فرمایا:

وہ بڑے فقیہ، عالم، زاہد، شیخ، بہادر اور شاعر تھے۔

حضرت فضیل بن عیاض نے فرمایا:

ابن مبارک چل بسے، لیکن انہوں نے اپنا مثل کوئی نہیں چھوڑا۔ (۲۲)

حواشی

(۱) تاریخ ابن خلقان ج ا ص ۲۴۸

(۲) شذرات الذہب ج ا ص ۲۹۶

(۳) تاریخ بغداد ج ۱۰، ص ۱۵۲

(۴) تہذیب الاسماء ج ا ص ۲۸۶

(۵) تذکرہ الحفاظ ج ا ص ۲۵۳

(۶) ایضا

(۷) تہذیب و تہذیب ج ۶ ص ۳۸۶

(۸) تہذیب الاسماء ج ا ص ۲۸۶

(۹) تذکرہ الحفاظ ج ا ص ۲۵۴

(۱۰) ایضا

(۱۱) تہذیب التہذیب ج ۵ ص ۳۸۵

(۱۲) تہذیب التہذیب ج ۵ ص ۳۸۷

تذکرہ الحفاظ ج ا ص ۲۵۴

تہذیب الاسماء ج ا ص ۲۸۶

شذرات الذہب ج ا ص ۲۹۶

(۱۳) تاریخ ابن خلقان ج ا ص ۲۴۸

(۱۴) شذرات الذہب ج ا ص ۲۹۳

(۱۵) تذکرہ الحفاظ ج ا ص ۲۵۶

(۱۶) تہذیب التہذیب ج ۵ ص ۳۸۲

(۱۷) تاریخ بغداد ج ۱۰ ص ۱۵۹

(۱۸) ایضا

(۱۹) تذکرہ الحفاظ ج ا ص ۲۵۳

(۲۰) یہ شہر دریائے فرات کے ساحل پر واقع ہے۔

(۲۱) تاریخ بغداد ج ۱۰ ص ۱۶۸

(۲۲) ایضا ص ۱۶۴

فرمان نبوی

حضرت ابوہریرہ فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص ایمان اور ثواب کی نیت سے کسی مسلمان کے جنازے میں شریک ہو اور دفنانے تک ہمراہ رہے تو وہ دو قیراط ثواب لے کر لوٹتا ہے ہر ایک قیراط اتنا بڑا ہے جتنا احد پہاڑ [illegible]

بقیہ سانحہ کربلا

ظاہر ہے حسنینؓ اس کے زیادہ مستحق ہیں۔

(۲) اس طرح یہ کہنا کہ آیت لا اسئلکم علیہ اجراً الا المودۃ فی القربی (میں تم سے کوئی مزدوری نہیں مانگتا ہوں صرف رشتہ داری کی محبت چاہتا ہوں) حسنینؓ کے بارے میں نازل ہوئی ہے، بالکل جھوٹ ہے کیونکہ یہ آیت سورہ شوریٰ کی ہے اور سورہ شوریٰ مکی ہے اور حسنینؓ کیا معنے حضرت فاطمہؓ کی شادی سے پہلے اتری ہے۔ آپ کا عقد ہجرت کے دوسرے سال مدینہ میں ہوا اور حسن و حسینؓ ہجرت کے تیسرے اور چوتھے سال پیدا ہوئے۔ پھر یہ کہنا کیسے صحیح ہو سکتا ہے کہ آیت ان کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔

(منہاج السنہ از صفحہ ۲۳۷ تا ۲۵۶، جلد ۲)

بقیہ جنسی تسکین

4 ۔ تفسیر الخازن لعلی بن محمد الخازن جلد ثالث ص 464 و تفسیر ابن کثیر جلد 4 ص 29 زیر آیت نمبر 30 روم

5 ۔ صحیح بخاری کتاب الادب والمناقب و صحیح مسلم کتاب الفضائل

6 ۔ صحیح بخاری کتاب الحدود

7 ۔ سنن ابی داؤد کتاب الحدود

8 ۔ ترمذی و ابو داؤد، نسائی، ابن ماجہ و سنن دارمی کتاب النکاح حدیث 2245

9 ۔ سنن ابی داؤد کتاب النکاح

10 ۔ مشکوۃ المصابیح باب المباشرۃ بحوالہ شرح السنۃ

11 ۔ جامع ترمذی کتاب الحدود

12 + 13 ۔ صحیح بخاری کتاب النکاح